نمبر ۶۹ | مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۹ شعبان ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالٰے کے فضل سے اچھی ہے۔ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ المجید کو بھی پہلے کی نسبت افاقہ ہے ؂

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بنت حکیم نظام جان صاحب ۵-۶ دسمبر کی درمیانی شب سیالکوٹ میں وفات پا گئیں۔ نعش قادیان لائی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحومہ عام قبرستان میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں ؂

کوٹ خان محمد متصل بھیرو ویچھی میں ۵ دسمبر مولوی جلال الدین صاحب شمس نے ایک غیر احمدی مولوی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر کامیاب مناظرہ کیا۔ ایک شخص داخل سلسلہ ہوا۔ ٹھیکیدار الہ یار صاحب نے ۵ دسمبر ذکرِ حبیب پر تقریر کی ؂

ممبران کمیٹی دارالانوار کو ضروری اطلاع

ممبران کمیٹی دارالانوار کو نقشہ بھیجا جا چکا ہے۔ تاکہ وہ اپنی خواہش کے مطابق جو قطعہ اپنے لئے پسند کریں۔ اس سے اطلاع دیں۔ بہت سے دوستوں کی طرف سے ایسی اطلاع آ بھی چکی ہے امید ہے۔ چند دن تک انشاء اللہ تمام قطعات کی تقسیم عمل میں آ جائیگی۔ اس کے علاوہ اب قرعہ ڈالنے کا وقت بھی آ گیا ہے۔ یعنی تمام ممبران جو اپنے حصوں کی اقساط باقاعدہ ادا کر چکے ہیں۔ ان کے نام پر قرعہ ڈالا جائے گا۔ اور جس کا نام نکلے گا۔ اسے تین ہزار روپیہ مکان کی تعمیر کے لئے ابھی مل جائے گا۔ اور اسی طرح اگلے ماہ بھی روپیہ تقسیم ہوگا۔ اس لئے تمام ممبر صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ان کے ذمہ اگر کوئی بقایا وغیرہ ہو۔ تو اسے فوراً ادا کر دیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ قطعات کی تقسیم کے وقت یا روپیہ کی تقسیم کے وقت ان کا نام رہ جائے ؂ جو دوست ابھی تک سوچ رہے ہیں۔ کہ وہ دارالانوار کمیٹی کے ممبر بنیں۔ یا نہ۔ ان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اگر دارالامان میں مکان بنانا چاہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے قادیان کی مشرقی طرف اپنے لئے زمین لینا چاہتے ہیں۔ تو وہ فوراً اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں ورنہ پھر انہیں آبادی کے قریب مشکل سے زمین مل سکے گی کیونکہ کمیٹی دارالانوار نے قریباً ایک سو گھماؤں زمین حاصل کر کے ابھی ممبران میں تقسیم کر دینی ہے ؂

احباب یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کوٹھی مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب صرف آؤٹ ہاؤس وغیرہ کا کچھ کام باقی رہتا ہے۔ حضرت ام المومنین بھی اپنے قطعہ واقعہ دارالانوار میں جلسہ کے بعد انشاء اللہ مکان کی تعمیر شروع کروا دیں گی ؂

خاکسار عبد الرحیم درد سکرٹری دارالانوار کمیٹی ؂

قابلِ توجہ افسرانِ اعلیٰ کمشنری راولپنڈی

ضلع گجرات کے احمدیوں پر جبر و تشدد

پولیس کی افسوسناک غفلت

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی طرف سے حالات کی تحقیقات

موضع معین الدین پور متصل گجرات میں گزشتہ دنوں پولیس افسران نے جماعت احمدیہ کے ایک مذہبی جلسہ کے انعقاد کے موقعہ پر جو افسوسناک طریق عمل اختیار کیا۔ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ اخبار میں بیان ہو چکا ہے۔ پولیس جس کا فرض ہے۔ کہ وہ قیام امن کے لئے کوشش کرے۔ اس نے انتہائی غفلت اور افسوسناک تساہل سے کام لیتے ہوئے ۳۰ اکتوبر عین اس وقت جبکہ اس کی دو گاردوں کی موجودگی میں گاؤں والوں نے ڈھول پیٹ کر لوگوں کو بلانا شروع کر دیا۔ اور پھر ان کو فساد و لڑائی کے لئے برانگیختہ کیا اپنے تمام فرائض کو معرضِ التوا میں ڈال دیا اور اس امر کی قطعاً کوشش نہ کی۔ کہ لوگوں کو فساد سے روکا جائے۔ اور جماعت احمدیہ کو مذہبی جلسہ کے انعقاد میں مدد دی جائے۔ جس کے لئے دو گاردیں بھیجی گئی تھیں۔ بلکہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سب انسپکٹر کی ایسی رپورٹ پر جس کے واقعات کے پیدا کرنے کا وہی ذمہ وار ہے۔ جماعت احمدیہ کو موضع مذکور میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور بغیر تحقیق کئے سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سب انسپکٹر کی رپورٹ سے ایسے متاثر ہو گئے۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو وہاں کھانا کھانے کی بھی اجازت نہ دی۔ اور پانچسو کے قریب آدمیوں کو بغیر کھانا کھائے وہاں سے جبراً واپس کر دیا ؛

پولیس کے اس رویہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ فتنہ پرداز اور شورش پسند لوگوں سے مرعوب ہو گئی۔ اور اسی وجہ سے اس نے احمدیوں کو ایک جائز حق سے روک کر اپنی غیر دانشمندی کا ثبوت بہم پہنچایا۔ پھر پولیس کے اس جابرانہ رویہ پر مزید روشنی اس امر سے پڑتی ہے۔ کہ جب تک صرف چار کانسٹبل اور ایک حوالدار وہاں موجود رہے۔ ہمارے آدمی علماء سلسلہ کی معیت میں بغیر کسی قسم کا خوف و خطر محسوس کئے۔ امن و امان کے ساتھ موضع معین الدین پور میں داخل ہوئے۔ لیکن جب دو گاردیں جلسہ کے انعقاد کو امن کے ساتھ سرانجام دینے کے لئے بھیجی گئیں۔ تو گاؤں والے فساد پر آمادہ ہو گئے۔ اور سارا گاؤں مشتعل ہو گیا۔ اس کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ پولیس کے بعض آدمیوں نے خود لوگوں کو اشتعال دلایا۔ اور احمدیوں کے خلاف موضع مذکور کے لوگوں کو بھڑکایا۔ ورنہ یہ باور نہیں کیا جا سکتا۔ کہ صرف چار کانسٹبل اور ایک حوالدار کی موجودگی میں تو احمدی بغیر کسی قسم کے خوف کے موضع مذکور میں داخل ہو جائیں لیکن جب دو گاردیں آ جائیں۔ تو لوگ فساد پر اتر آئیں۔ اس کا یہی مطلب اور یہی مفہوم لیا جا سکتا ہے۔ اور یقیناً یہی ہے۔ کہ پولیس کے بعض کارکنوں نے خود لوگوں کو اشتعال دلایا۔ اور انہوں نے عمداً ایسی باتیں کیں۔ جن سے لوگ احمدیوں کے خلاف تشدد پر اتر آئے۔ پس پولیس نہایت خطرناک طور پر زیرِ الزام آتی ہے ؛

پولیس کے اس افسوسناک رویہ کے خلاف ہم نے پہلے بھی لکھا تھا۔ اور اب بھی لکھنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ قیام امن کے لئے کوشش کرتی۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ فتنہ پرداز لوگوں کو تنبیہ کرتی۔ اس کا فرض تھا۔ کہ جو لوگ شورش پیدا کر رہے تھے۔ انہیں روکتی۔ مگر اس نے اپنے فرائض کی بجا آوری کا قطعاً خیال نہیں کیا۔ بلکہ احمدیوں کو انعقاد جلسہ کے بالکل جائز حق سے روک دیا ؛

دراصل پولیس نے وہاں کے احمدیوں کی امن پسندی سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ ورنہ اگر احمدی بھی جن کی تعداد اس وقت پانچسو کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اپنے حق پر اصرار کرتے۔ تو پولیس کو معلوم ہو جاتا۔ کہ وہ غلط رویہ اختیار کر کے اس کے خمیازہ سے نہیں بچ سکتی۔ پولیس نے فسادیوں سے ڈر کر ان کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور احمدیوں کو انعقاد جلسہ سے روک کر مذہبی امور میں نہ صرف دست اندازی کی۔ بلکہ اب جو واقعات وہاں غیر احمدیوں کی طرف سے جبر و تشدد کے رنگ میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان کی تمام تر ذمہ واری بھی پولیس کی اس روش پر عائد ہوتی ہے۔ جو اس نے گزشتہ جلسہ کے انعقاد کے وقت اختیار کی ؛

انہی امور کی تحقیقات کے لئے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے وہاں جا کر انہیں جو حالات معلوم ہوئے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پولیس خطرناک طور پر زیرِ الزام آتی ہے۔ جس وقت وہ حالات ظاہر کئے گئے۔ معلوم ہو جائے گا۔ کہ ضلع گجرات کی پولیس نے اپنے فرائض کی بجا آوری میں کس قدر کوتاہی اور افسوسناک غفلت سے کام لیا ہے۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ ان حالات کو جلد سے جلد مرتب کر کے اشاعت کے لئے مرحمت فرمائیں۔ تاکہ پولیس کی سہل انگاری سے اعلیٰ افسران کے علاوہ دوسرے لوگ بھی آگاہ ہو سکیں ؛

قبل اس کے کہ ہم وہ حالات شائع کریں۔ جو پولیس کی غفلت اور کوتاہی اور عدم فرض شناسی پر مشتمل ہیں ہم کمشنری راولپنڈی کے اعلیٰ حکام سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد سے جلد ضلع گجرات کے مظلوم احمدیوں کی دادرسی کا انتظام کریں۔ اور انہیں اپنے حق سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیں۔ مذہبی خیالات کا متانت اور سنجیدگی کے ساتھ پرامن رہتے ہوئے اظہار کرنا ایسا حق ہے۔ جسے کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہیں چھین سکتی۔ اور اس حق سے محروم کرنے کی یہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ مفسد اور فتنہ پرداز لوگ فساد اور لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ حکام کا فرض ہے۔ کہ فساد کرنے والوں کو روکے۔ نہ کہ احمدیوں کو ان کے جائز حق سے محروم کر دے۔ یہ صریح طور پر مذہب میں دست اندازی ہے جسے ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ضلع گجرات کے ذمہ وار حکام کی خدمت میں

حاجت نہیں رہی ہمیں آبِ حیات کی

سب ایک ہیں برہمن و شودر سیاہ سفید
اسلام میں تمیز نہیں ذات پات کی

مشرق سے آفتابِ صداقت ہوا طلوع
تاریکی چھٹ گئی ہے ضلالت کی رات کی

نشرِ صحف ہے آمدِ مہدی کا اک نشاں
کھائی قسم خدا نے قلم اور دوات کی

لب آشنا ہیں حبِ مسیحا کے جام سے
حاجت نہیں رہی ہمیں آبِ حیات کی

کہتے ہیں آہ! وحیٔ نبوت کو ممتنع
کرتے ہیں حد و بست خدا کی صفات کی

لیکھو کی موت صدقِ مسیح پر گواہ ہے
پنڈت جی! اس میں بات نہیں پکشپات کی

پروانہ زلفِ لیلیٔ شب پر نثار ہے
لڑتا ہے شمع سے کہ وہ قاتل ہے رات کی

خاکسار ملک عبدالرحمٰن خادم۔ بی۔ اے۔ گجراتی ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۹ قادیان دارالامان مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۲ء جلد ۲۰

گول میز کانفرنس میں مسلم نقطۂ نگاہ کی وضاحت

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی بصیرت افروز تقریر

آخری گول میز کانفرنس

تیسری اور آخری گول میز کانفرنس کا افتتاحی اجلاس ۱۷- نومبر کو منعقد ہوا تھا- ۲۱- نومبر سے شائع شدہ ایجنڈا کے مطابق کام شروع ہے- اور چونکہ اس کانفرنس کو اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا ہے- کہ تا جلد سے جلد تصفیہ طلب امور کے متعلق آخری- مگر واضح اور قابل قبول لائحۂ عمل پیش کیا جا سکے اس لئے کام نہایت سرعت سے جاری ہے- اور جیسا کہ امید کی جاتی ہے- کرسمس کی تعطیلات تک یہ کانفرنس اپنا کام ختم کر دے گی- اور سالِ نو کے آغاز میں وزیر اعظم اس کے نتائج اور برطانوی گورنمنٹ کے کانسٹی ٹیوشنل پروگرام کے متعلق ایک قرطاس ابیض شائع کر کے اُسے پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔

تصفیہ طلب امور

اس وقت جو امور گول میز کانفرنس میں زیر بحث ہیں- اور جنہیں بجا طور پر اختتامی مسائل کہا جا سکتا ہے- اُن میں علاوہ ریاستوں کی شرائط شمول کے- صوبوں کو اختیارات زائدہ کی تفویض- مرکزی ذمہ داری- مرکزی ایوانوں کی ہیئت ترکیبی اصول نیابت اور مالی تحفظات وغیرہ مسائل شامل ہیں- اور انہی مسائل کی وجہ سے اس وقت گول میز کانفرنس کے مندوبین میں سخت کشمکش واقع ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کا اہم ترین مطالبہ

ساری دُنیا جانتی ہے- کہ مسلمانوں کے مطالبات میں سے ایک اہم ترین مطالبہ یہ ہے- کہ چونکہ ہندوستان میں مختلف اقوام و ملل ہیں- جن کی وجہ سے مکمل اتحاد ناممکن العمل ہے- مزید برآں مسلمان اس ملک میں اقلیت کی حیثیت میں ہیں- اس لئے اگر بلا مؤثر اور معقول تحفظات کے مسلمان متحد ہوئے- تو اس کے معنے یہ ہونگے- کہ بہت جلد مسلمان اپنی جداگانہ ہستی کو ضائع کر کے اکثریت میں مدغم ہو جائیں گے- بنا بریں مسلمانوں کا مطالبہ رہا- اور مطالبہ ہے- کہ جداگانہ انتخاب قائم رہے- اور اقلیتوں کے لئے تحفظات قائم کئے جائیں- چنانچہ مسلمانوں کے مسلمہ چودہ نکات میں بالکل واضح اور صاف الفاظ میں یہ مذکور ہے- کہ صوبہ جات آزاد و خود مختار رہیں- اور مرکزی اقتدار یا نگرانی اُن پر نہایت ہی محدود ہو- کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا- تو اس کے معنے یہ ہونگے- کہ ابتداً ہی سے مرکز کو صوبجاتی آزادی پر پابندی عائد کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا- اور مرکز میں چونکہ ہندوؤں کی اکثریت ہوگی اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ نہایت ہی تکلیف دہ اور نقصان رساں ثابت ہوگا۔

ہندو مندوبین کی مخالفت

ظاہر ہے- کہ اس مطالبہ کو منظور کرنا ہندو ذہنیت کے لئے سخت دکھ کا مقام ہے- اور اسی لئے اب جبکہ گول میز کانفرنس میں یہ مباحث آئے- ہندو مندوبین نے صوبجاتی آزادی کی شدید مخالفت کرنا شروع کر دی ہے- اور کہہ رہے ہیں- کہ اس طریق کو جاری کرنا ملک کو نقصان پہونچانے کے مترادف ہے- ابھی گزشتہ دنوں گول میز کانفرنس کے اجلاس میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب اور ڈاکٹر سر اقبال نے مسلمانوں کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے مطالبہ کیا- کہ جداگانہ نیابت قائم رہنی چاہیئے- اور یہ کہ ہر صوبہ اپنی اپنی جگہ آزاد ہو- چنانچہ فری پریس کے سپیشل کمشنر متعینہ لنڈن نے جو بحری تار ارسال کیا ہے اس میں لکھا- کہ:-

"سر محمد اقبال نے یہ تجویز پیش کی- کہ گورنمنٹ ہندوستان کو ایک ملک نہ سمجھے- بلکہ ہر ایک صوبہ کو ایک علیحدہ ملک تصور کرے- جو براہ راست پارلیمنٹ سے ملحق ہو- اور کوئی مرکزی ذمہ دار حکومت قائم ہی نہ کی جائے"

نیز لکھا- کہ

"مسلم ڈیلیگیٹ" الہ آباد کانفرنس" کے فیصلہ کی مذمت کر رہے ہیں- اور جداگانہ نیابت کے مطالبہ سے دستکش ہونے سے انکار کر رہے ہیں- کانفرنس میں چوہدری ظفر اللہ خان اور سر اقبال کی چند تقاریر نہایت ہی اضطراب انگیز تھیں" (ملاپ ۲۹ر نومبر)

ہندو اخبارات نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب- اور ڈاکٹر سر اقبال کی ان تجاویز کو اتحاد دشمنی پر محمول کیا- اور انہوں نے صوبجاتی خود مختاری کی مخالفت کی- جس کی وجہ یہی ہے- کہ ہندو نہیں چاہتے- مسلمان ان کے قبضہ و اقتدار سے باہر نکلیں بلکہ وہ صوبوں کی خود اختیاری کو بیکار کر کے رکھ دینا چاہتے ہیں- کیونکہ اس سے اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ ہوتا- اور انہیں کسی قدر فائدہ پہونچتا ہے- اور یہ ہندو ذہنیت کے لئے ناگوار امر ہے۔

دستور وفاقی کا مفہوم

ہندو جو کچھ چاہتے ہیں- وہ یہی ہے- کہ ہندوستان میں خالص ہندو راج قائم ہو جائے- اس غرض کے لئے وہ مسلمانوں کے حقوق کی مخالفت کرتے اور اسی مقصد کے حصول کے لئے ان کے نمائندے گول میز کانفرنس میں کشمکش پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہیں- حالانکہ اگر نظر غائر سے کام لیا جائے- تو معلوم ہو سکتا ہے- کہ مسلمانوں کا مطالبہ بالکل جائز اور عدل و انصاف پر مبنی ہے دستور وفاقی اسی کا نام ہوتا ہے- کہ مختلف اقوام محض اس لئے کہ ایک ہی سر زمین میں رہنے کی وجہ سے ان کے مفاد مشترک ہو چکے ہیں- باہم معقول شرائط پر ایک جمہوری سی حکومت کی تشکیل دے لیں- پس دستور وفاقی کے اجزائے ترکیبی کو خود مختارانہ حیثیت حاصل ہوتی ہے- اور انہی کی جانب سے مرکز کو اختیارات تفویض ہوتے ہیں- لیکن صوبجات کی خود اختیاری کو مرکزی حکومت کے قبضہ و اقتدار میں دے دینے کا سوائے اس کے اور کوئی مفہوم نہیں- کہ عملاً صوبجات کی خود اختیاری کو فنا کر دیا جائے اور ہندوستان کی تمام حکومت اکثریت کے ہاتھوں میں دے دی جائے۔

فیڈرل نظام حکومت ضروری ہے

غرض مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ ہے- کہ صوبوں کی آزادی اسی وقت مکمل صورت اختیار کر سکتی ہے- جب وہ مرکز سے ایک لحاظ سے بے تعلق ہوں- اور مرکزی نگرانی اُن پر نہایت ہی محدود ہو مثلاً یہ نہیں ہونا چاہیئے- کہ صوبوں کے مالیات میں مرکز مداخلت کرے بلکہ ہر صوبہ اس میں کاملاً آزاد ہو- مرکزی حکومت کو کم سے کم اور محدود سے محدود چند گنے ہوئے اختیارات تفویض کرنا چاہیئے- اور مابقی اختیارات صوبوں یا ریاستوں کو حاصل رہنے چاہئیں۔

اسی طرح مسلمانوں کا ایک اور مطالبہ بھی ہے۔ ہندو سیاسی طبقہ چاہتا ہے۔ کہ تین عناصر وفاقی ہوں۔ ایک حاکم اعلےٰ ہو۔ اس سے نیچے دیسی ریاستیں ہوں۔ اور سب سے کم اختیارات رکھنے والے صوبہ جات ہوں۔ مگر مسلمان اس تقسیم کو مسئلۂ ہند کا اطمینان بخش حل یقین نہیں کرتے۔ اُن کے خیال میں ایک محدود الاختیارات مرکزی فیڈرل گورنمنٹ ہونی چاہیئے۔ جو محدود مشترکہ معاملات کی نگران ہو۔ دوسرے ترکیبی ریاستیں ہوں اور صوبجات کو خود اختیاری حاصل ہو۔ یہی فیڈرل نظام حکومت کا مطالبہ گول میز کانفرنس میں مسلم مندوب پیش کر رہے ہیں۔ مگر جیسا کہ حالات سے معلوم ہو رہا ہے۔ ہندو اور سکھ اس مطالبہ کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ یہ کسی صورت میں بھی منظور نہ ہو۔

سکھوں کا رویّہ

چنانچہ سکھوں کا گول میز کانفرنس میں جو رویّہ ہے۔ اُس کا اسی سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ سردار تارا سنگھ صاحب سکھ مندوب نے کہا۔ کہ

"جب تک کمیونل ایوارڈ میں اقلیتوں کے حسب منشاء ترمیم نہیں کی جاتی سکھ اس بابت کو ترجیح دینگے۔ کہ پنجاب میں مزید اصلاحات نہ دی جائیں۔"

نیز کہا۔ کہ "جب تک گورنمنٹ کی طرف سے یا مختلف فرقوں کی رضامندی سے کمیونل ایوارڈ میں ترمیم نہیں کی جاتی۔ تب تک سکھ مزید اصلاحات حاصل کرنے کی بجائے مطلق العنانہ حکومت کو تسلیم کریں گے۔" (پرتاپ ۳ دسمبر)

اس کا صاف الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ سکھوں کو اپنے ملک کی بھلائی یا آزادی مقصود نہیں۔ بلکہ ان کی صرف یہ آرزو اور خواہش ہے۔ کہ وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ تصفیہ کے اعلان میں مسلمانوں کو جو بعض حقوق دیئے گئے ہیں۔ وہ بھی چھین لئے جائیں اور سکھوں کو جو ان کی آبادی سے بہت زیادہ نشستیں دی گئی ہیں ان میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ مسلمانوں سے دشمنی کی افسوسناک مثال ہے۔ اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلم مفاد کو نقصان پہنچانے کے لئے سکھ اپنی ملکی ترقی کو بھی پس پشت ڈالنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

ہندوؤں کی افسوسناک حالت

ہندوؤں کا رویہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے پنڈت نانک چند کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

انہوں نے "پنجاب میں ہندوؤں، سکھوں اور دیگر اقلیتوں کو مؤثر تحفظات دیئے جانے پر زور دیا۔ آپ نے کہا۔ کہ قانون اور امن کے سلسلہ میں اس لئے پیش بندیوں کی ضرورت ہے۔ کہ پنجاب سے سرحد نزدیک ہے۔ اور وہاں سے حملہ کا خطرہ ہے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ جلدی ہی بھڑک اُٹھتے ہیں۔"

ان الفاظ کے ذریعہ بھی یہی اثر ڈالنے کے لئے کوشش کی گئی ہے۔ کہ پنجاب میں چونکہ ہندوؤں کو سرحد کے مسلمانوں کی طرف سے ہر وقت حملے کا خطرہ ہے۔ اس لئے ہندوؤں کو بہت زیادہ تحفظات دیئے جانے چاہئیں۔ حالانکہ جو کچھ بیان کیا گیا۔ وہ سرتاپا غلط ہے پھر یہ کہکر مسلمانوں کی اور زیادہ توہین کی گئی۔ کہ

"مسلمان پسماندہ اور ناکافی تعلیم یافتہ ہیں۔ اور ان کو کنٹرول کرنا آسان نہیں۔"

پھر کہا۔ کہ "دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ حکومت کی باگ ڈور ناخواندہ فرقہ کے ہاتھ میں دی جانے لگی ہے۔"

پنڈت نانک چند کو اس پر بھی صبر نہیں آیا۔ اور آخر میں انہوں نے کہدیا۔ کہ "ہندو اور سکھ اس امر پر متفق ہیں۔ کہ موجودہ اصلاحات ہندوستان پر ٹھونسی جا رہی ہیں۔ اور کہ وہ موجودہ حالات میں مطلق العنان حکومت کو ترجیح دیں گے۔" جس پر بہت سے مندوبین نے کہا۔ کہ اگر یہی بات ہے۔ تو پھر آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں۔ سر تیج بہادر سپرو نے بھی پنڈت نانک چند کو سمجھایا۔ کہ جب پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں مثلاً صوبجات متحدہ یو۔پی۔ بہار، بمبئی۔ اور مدراس وغیرہ میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ تو آپ پنجاب کی مسلم اکثریت سے کیوں خائف ہو رہے ہیں۔ مگر پنڈت جی کی سمجھ میں خاک نہیں آیا۔ اور انہوں نے جواب دیا۔ کہ "آپ ہماری پوزیشن نہیں سمجھتے۔" (پرتاپ ۳ دسمبر)

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر

سکھوں اور ہندوؤں کا یہ رویہ چونکہ مسلم مطالبات کی سراسر توہین تھا۔ اور اس سے خطرناک مضر اثرات پیدا ہونے کا خدشہ تھا۔ اس لئے توقع کی جا رہی تھی۔ کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب ان امور کا دوسرے دن کے اجلاس میں جواب دیں گے۔ لنڈن سے ۲ دسمبر کی اطلاع ہے۔ کہ چوہدری صاحب موصوف نے دوسرے دن ایک زبردست اور باطل شکن تقریر کی۔ جو نوّے منٹ تک جاری رہی آپ نے مختلف مندوبین کے خیالات پر نہایت واضح تبصرہ کیا۔ اور مسلم نقطۂ نگاہ کو پوری خوش اسلوبی کے ساتھ گول میز کانفرنس میں پیش کیا۔ اطلاع ہے۔ کہ بحث میں آپ کی شرکت سے پہلے ہندو اور سکھ مقررین کی وجہ سے فضا میں جو تکدر پیدا ہو گیا تھا۔ وہ آپ کی تقریر سے بالکل صاف ہو گیا۔ اور تصفیہ کے لئے راستہ کھل گیا۔ آپ نے پُر زور طریق پر اعلان کیا۔ کہ اگر صوبوں کے درمیان کوئی امتیاز روا رکھا گیا۔ تو دستور اساسی ناقابل عمل ثابت ہوگا۔ اور جن صوبوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جائے گا۔ وہاں بے چینی پھیل جائے گی۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے جب اپنی تقریر ختم کی۔ تو آپ کو مبارکبادیں دی گئیں۔ اور متعدد مقررین نے آپ کے خیالات کے ساتھ کامل اتفاق کیا۔

خداداد جرأت اور دلیری

چوہدری صاحب موصوف نے جس بلند آہنگی اور خداداد جرأت و دلیری سے کام لے کر گول میز کانفرنس میں مسلم نقطۂ نگاہ کی وضاحت کی ہے۔ اور جس خوش اسلوبی سے ہندوؤں کے مسموم خیالات کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ اس کے لئے وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ چوہدری صاحب موصوف کو بیش از پیش ملک وملت کی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر قدم پر اُن کا حامی و ناصر ہو۔

لکھنؤ کانفرنس کے مجوّز غور کریں۔

وہ مسلمان جو نام نہاد اتحاد کانفرنس الہ آباد کے فیصلوں کے حامی بن کر اب لکھنؤ میں ایک اور کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد کی مسلم رائے عامہ کے خلاف تجویزیں کر رہے ہیں۔ کیا وہ سوچتے۔ اور دیکھتے نہیں کہ مسلمانوں کے اہم مطالبات کے ساتھ گول میز کانفرنس میں ہندو کیا سلوک کر رہے۔ اور کس طرح مسلمانوں کو ناکام بنانے کی تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔ کیا ان حالات میں بھی وہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے ایسی غیر معقول کوشش ترک نہیں کر دیں گے۔ اگر انہیں دانش و بینش سے حصہ ملا ہو۔ تو ہمیں توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ ایسی غیر مآل اندیشانہ کارروائیوں سے باز آ جائیں گے۔ اور مسلمانوں میں افتراق پیدا کر کے شیرازۂ ملت کو درہم برہم کرنے کی افسوسناک کوشش عمل میں نہیں لائینگے

بیواؤں کی دردناک حالت

ہندو دھرم کی بے شمار خامیوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ مذہبی طور پر اُن کے اندر بیوہ عورتوں کی شادی ممنوع ہے۔ اگرچہ حالات زمانہ مجبور ہو کر اب اس ممانعت کو جواز کی شکل میں تبدیل کیا جا رہا ہے لیکن تاہم ابھی قدامت پسند ہندوؤں کی کثرت کی وجہ سے لاکھوں عورتیں ایسی ہیں۔ جو بیوہ ہیں۔ اور جنہیں مذہبی طور پر دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہیں۔ ایسی عورتوں پر جو کچھ گزرتی ہے۔ اس کا پتہ ایک ہندو خاتون سرسوتی دیوی صاحبہ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ لکھتی ہیں۔

"متھرا۔ بندرابن۔ بنارس۔ گیا۔ رامیشور اور اس کے علاوہ جنوبی ہندوستان میں بہتیرے تیرتھ ہیں۔ کیا آزادی حاصل کرنے والی بہنوں کو ان مقامات پر بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اگر نہیں ہوا۔ تو میں اُن سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ بچشم خود اوّل بنگال۔ دوم یو۔پی اور سوم جنوبی ہندوستان کی سیاحت کریں۔ تب انہیں معلوم ہوگا۔ کہ مرد کی سرپرستی سے محروم ہو کر عورتوں کو کیسی کیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہاں عام طور پر بیوہ عورتیں ملتی ہیں۔ جن کے بال بیوگی کے بعد ہی کٹوا دیئے گئے ہیں یہ مستورات مندروں کے دروازوں پر ہاتھ پھیلائے تمہاری خیرات کی منتظر رہتی ہیں۔ اور بڑی مشکل سے ایک وقت پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوتا ہے بھر تکتی ہیں۔" بنگال میں بیوہ ہونا گویا زندہ درگور ہونا ہے۔ ایک وقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

خاکساری اور انکسار مذہب کا ایک ضروری جزو ہے

جرأت کا مفہوم دشمنوں سے لڑائی کرنا نہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ دسمبر ۱۹۳۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ارادہ تو آج میرا زیادہ تفصیل سے کچھ بیان کرنے کا تھا۔ لیکن اب چلتے وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ میری گھڑی بہت غلط اور پیچھے تھی۔ جس کی وجہ سے

وقت کی شناخت

مجھے نہیں ہو سکی۔ اس لئے اختصار کے ساتھ میں دوستوں کو ایک ایسی ضرورت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو مذہبی جماعتوں کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہوتی ہے۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ

اخلاق کی درستی

کے لئے جرأت اور انکسار دونوں چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مگر جرأت کا مفہوم لوگ بہت غلط لے لیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے خاکساری اور انکسار جو

مذہب کا ایک ضروری جزو

ہے۔ نظر انداز ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں۔ جو جرأت کا مفہوم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اپنے مدمقابل کو زیر کر لیا جائے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ جرأت کے یہ بھی معنے ہیں۔ لیکن اگر جرأت کے یہی معنے ہوں۔ تو اس کا مفہوم یہ ہوگا۔ کہ

لاکھوں آدمی

دنیا سے ایسے گزر جاتے ہیں جنہیں جرأت دکھانے کا کبھی موقع نہیں ملتا۔ کیونکہ لاکھوں آدمی ایسے ہوں گے۔ جن پر ان کا دشمن کبھی حملہ آور نہیں ہوا۔

پس جرأت کے یہ معنے کر کے ہم ایک

نیک صفت

کو محدود کر دیتے ہیں۔ اور ایک خطرناک نقصان اس قسم کا مفہوم سمجھ لینے سے یہ پہنچتا ہے۔ کہ ہزاروں مواقع جہاں ہمیں جرأت دکھانی چاہیئے ہم نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اور اس موقع پر اپنی ایک نیک صفت کے اظہار سے محروم رہتے ہیں۔ جرأت کے ہرگز یہ معنے نہیں۔ کہ اگر دشمن ہم پر حملہ کرے۔ تو ہم اس کا مقابلہ کریں۔ اور نہ ہی جرأت کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہم خود

دشمن پر حملہ

کریں۔ کیونکہ یہ اسلام میں جائز نہیں۔ جرأت کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ انسان اپنے آپ کو

خطرات میں ڈال کر

ایسی جگہ جہاں اسے یقینی نفع نظر نہیں آتا۔ لیکن کام نیک معلوم ہوتا ہے۔ جائے۔ اور اس کام کو اختیار کرے۔ جیسے انسان ایک دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ باوجود یہ جاننے کے کہ ہتھیار اس کے پاس ہے۔ اور وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اور باوجود یہ جاننے کے کہ میری کامیابی یقینی نہیں۔ وہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالکر جب کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ یہ بڑا

جری اور بہادر

ہے۔ یہی چیز جب دوسرے مواقع پر پیش آتی ہے۔ تو اس وقت بھی جرأت ہی کہلاتی ہے۔ مثلاً ایک ایسا موقع آتا ہے۔ کہ انسان سمجھتا ہے۔ کہ میری اپنی ضروریات اتنی ہیں۔ کہ اگر میں انہیں پورا کردوں۔ تو

دین کی خدمت کا موقع

نہیں مل سکتا۔ اور اگر دین کی خدمت کروں۔ تو اپنی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ اب اگر کوئی شخص

حقیقی معنوں میں جری

ہے۔ تو وہ یہی کہے گا۔ کہ ہرچہ باداباد میں پہلے دین کی خدمت کروں گا اپنی ضروریات بعد میں دیکھ لوں گا۔ ایسا شخص جری کہلائے گا۔ کیونکہ اسے ایک خطرہ تھا۔ مگر اس نے اس

خطرہ کی پرواہ

نہیں کی۔ یا ایک ایسا شخص ہے۔ کہ اس پر کوئی دشمن حملہ کرتا۔ اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر وہ دشمن اس کے قابو میں آجاتا ہے۔ اب اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کہ چاہے تو معاف کرے۔ اور چاہے تو سزا دے۔ لیکن اسے معاف کرتے وقت ایک خیال آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر آج میں نے اسے چھوڑ دیا۔ تو ممکن ہے۔ کل یہ مجھے پھر نقصان پہنچائے۔ اس لئے ایک خیال اسے یہ بھی آتا ہے۔ کہ چلو اسے سزا دے لیں۔ لیکن اگر وہ ایسی حالت میں کہ اس کی طرف سے اسے نقصان پہنچانے کا خطرہ رہتا ہے

دشمن کو معاف

کر دیتا ہے۔ تو وہ جری کہلائے گا۔ حالانکہ وہ لڑتا نہیں۔ دشمن پر حملہ نہیں کرتا۔ لیکن کہلائے گا دلیر۔ کیونکہ دشمن اس کے قابو میں تھا اور اسے اختیار حاصل تھا۔ کہ اسے سزا دے۔ پس سزا دینے میں تو کوئی خطرہ نہ تھا۔ لیکن عفو میں خطرہ تھا۔ اور خیال ہو سکتا تھا۔ کہ اگر آج اسے چھوڑ دیا گیا۔ تو ممکن ہے۔ اسے کل کوئی اور موقعہ مل جائے۔ اور نقصان پہنچا دے۔

پس ایسے موقع پر

معاف کرنے والا

بھی جری کہلائے گا۔ حالانکہ وہ لڑنے والا نہیں ہوگا۔ یا اسی طرح اگر کوئی شخص سرکاری ملازم ہے۔ اور وہ دیکھتا ہے۔ کہ ظلم ہو رہا ہے لیکن افسر اس ظلم کی تائید میں ہے۔ تو اگر وہ شخص ان لوگوں کے پاس جن سے ان کا واسطہ ہے۔ صحیح طور پر حالات بیان کر دیتا اور اپنی بات پر قائم رہتا ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ یہ جری ہے۔ حالانکہ اس نے لڑائی نہیں کی۔ اور نہ کسی سے مقابلہ کیا۔ غرض ہر وہ موقع جس میں

نیکی اختیار کرنے میں خطرات

ہوں۔ اگر انسان اس حالت میں نیکی کو اختیار کرتا۔ اور خطرے کی پرواہ نہیں کرتا۔ تو وہ جری کہلائے گا۔ جرأت یہ نہیں۔ کہ لٹھ لے کر دشمن کو مارنے کے لئے چل پڑیں۔ کیونکہ اگر ہم یہ معنے کریں۔ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ لاکھوں کو یہ نیک صفت دکھانے کا موقعہ نہیں ملا۔ دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ

عفو کی تعلیم

دیئے تھے۔ اور آپ نے کبھی لڑائی نہیں کی بلکہ بسا اوقات آپ پر دشمنوں کی طرف سے حملے ہوئے۔ لاہور میں سے ہی ایک دفعہ آپ گزر رہے تھے۔ کہ ایک اور مدعی مہدویت بھی آنکلا۔ اور اس نے اس زور سے آپ کو مکا مارا۔ کہ آپ گر گئے۔ باقی دوستوں نے چاہا۔ کہ اسے ماریں۔ مگر آپ نے فرمایا چھوڑ دو۔ اس نے تو نیک نیتی سے ہی کیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف لڑائی میں ابتدا نہیں کی۔ بلکہ دشمن کے مقابلہ میں بھی عفو سے کام لیا۔ مگر خدا کیا نام رکھتا ہے

جری اللہ فی حلل الانبیاء

اللہ کا جری جو سارے نبیوں کے حلوں میں آیا ہے۔ حالانکہ آپ نے کبھی لڑائی نہیں کی۔ بلکہ لڑائی تو دور کی بات ہے۔ ایسی نیت بھی آپ نے کبھی نہیں کی۔ مگر باوجود اس کے کہ ساری عمر لڑے نہیں۔ بلکہ

لڑائی کی نیّت

بھی نہیں کی۔ خدا کہتا ہے۔ کہ آپ جری ہیں۔ اور ایسا جری جو ہمارا سپہ سالار ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جرأت صرف لڑائی کا نام نہیں۔ بلکہ موقع پر عفو کرنا۔ اور در گزر سے کام لینا۔ اور اپنے

جذبات کی قربانی

کرنا بھی جرأت اور دلیری ہے۔ یہ جرأت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ اور ہمیشہ آپ نے سچائی اور راستی کی تائید کی۔ اور کبھی اس راہ میں

جانی یا مالی نقصان

سے خوف نہیں کھایا۔ پس خدا کے حضور آپ جری اللہ کہلائے اسی طرح اگر کوئی اور شخص بھی بجائے دشمن کے مقابلہ میں لٹھ اٹھا لینے کے اپنی عزت مال جان اور آبرو کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور

نیکی کے مواقع پر

خطرات کو قبول کرتے ہوئے راستی کو ترک کرنا گوارا نہیں کرتا۔ تو وہ جری کہلائے گا۔ اور اگر وہ اور زیادہ ترقی کرے گا۔ تو

جری اللہ

بن جائے گا ؂

پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جری کے معنے صرف لٹھ باز کے ہی نہیں۔ بلکہ موقع پر عفو اور درگزر سے کام لینے والا۔ تکلیفوں کو برداشت کرنے والا۔ اور ظاہری نقصانات کو قبول کرنے والا بھی جری ہے۔ ہاں اگر کوئی

ڈر کے مارے

ایسا کرتا ہے۔ تو وہ بزدل ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص نماز تو پڑھتا ہے لیکن اس لئے نہیں۔ کہ خدا کا یہ حکم ہے بلکہ اس لئے کہ

محلہ کے لوگ

کیا کہیں گے۔ یا اس لئے چندہ نہیں دیتا۔ کہ یہ قربانی ہے۔ بلکہ اس لئے دیتا ہے۔ کہ دوسرے لوگ اسے مطعون نہ کریں۔ تو ایسا شخص جری نہیں۔ خواہ وہ ساری عمر ایسے کاموں میں گزار دے بلکہ وہ بزدل ہے۔ کیونکہ اس کا ہر کام بزدلی اور لوگوں کے خوف کی وجہ سے ہے

خدا کی محبت

کی وجہ سے نہیں ؂

غرض جو شخص نیکی کو نیکی کے لئے اختیار نہیں کرتا بلکہ لوگوں کے لئے اختیار کرتا ہے۔ وہ

بزدلی کا ارتکاب

کرتا ہے۔ اور ظاہری کام کے لحاظ سے خواہ وہ بہادروں میں ہی شمار ہو۔ اللہ تعالےٰ کے حضور جری نہیں کہلا سکتا۔ جیسے دنیا میں ہزاروں انسان ایسے ہیں۔ کہ وہ

نیکی کے کام

تو کرتے ہیں۔ مگر نیک نہیں ہوتے۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک جنگ کے موقع پر مسلمانوں نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ وہ بہت بڑھ چڑھ کر جنگ میں حصہ لے رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے اتنے جوش سے لڑ رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے کوئی اس وقت ایسا نہیں لڑ رہا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا۔ اور فرمایا۔ اگر کسی نے

دنیا میں دوزخی

دیکھنا ہو۔ تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ اس پر سب لوگ حیران ہو گئے اور صحابہؓ نے دل میں کہا۔ کہ یہ شخص دوزخی کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ ہم سب سے زیادہ جوش سے یہی لڑ رہا ہے۔

ایک صحابیؓ کا بیان

ہے۔ کہ مجھے شبہ ہوا۔ شاید بعضوں کے ایمان میں اس وجہ سے کمزوری پیدا نہ ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے قسم کھائی۔ کہ اس شخص کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے

قول کی سچائی

مشاہدہ کر لوں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ لڑتے لڑتے وہ شخص زخمی ہوا۔ اور جب وہ درد کی وجہ سے کراہ رہا تھا۔ تو میں دیکھتا تھا۔ کہ لوگ آ آ کر اسے کہتے۔ ابشر بالجنۃ۔ تجھے جنت کی خوشخبری ہو مگر وہ جواب دیتا۔ کہ مجھے جنت کی نہیں۔ بلکہ

دوزخ کی خبر

سناؤ۔ کیونکہ میں خدا کے لئے ان کافروں سے نہیں لڑا۔ بلکہ ان سے مجھے کوئی

ذاتی بغض

تھا۔ جس کا آج میں نے بدلہ لیا۔ آخر اسی کرب کی وجہ سے تھوڑی دیر کے بعد اس نے خودکشی کر لی وہ صحابی کہتے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ جب میں پہنچا۔ تو میں نے زور سے کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ کیوں کیا ہوا۔ اس صحابیؓ نے تب بتلایا۔ کہ آپ نے اس طرح کہا تھا۔ میں نے بھی عزم کر لیا۔ کہ اسے نہیں چھوڑونگا جب تک اس کا انجام نہ دیکھ لوں۔ اب میں یہ

انجام دیکھ کر

آیا ہوں۔ تب آپ نے بھی بلند آواز سے کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انی رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اب دیکھو! بظاہر وہ نیک کام تھا۔ لیکن چونکہ وہ

اللہ تعالےٰ کے لئے

نہیں لڑ رہا تھا۔ اس لئے وہ بزدل تھا۔ کیونکہ وہ نہ صرف جذبات بلکہ

کمینہ جذبات

سے دبا ہوا تھا ؂

پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ جری بنیں۔ اور اپنے تمام افعال میں

دلیری اور بہادری

دکھائیں۔ لیکن جرأت کا مفہوم

لٹھ باز بننا

نہیں۔ کیونکہ اگر جرأت کا یہی مفہوم لیا جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لاکھوں پاک بندے اس نیک صفت کے دکھانے سے محروم رہے۔ حالانکہ

اللہ تعالےٰ کے بندے

ان صفات سے محروم نہیں رہتے ؂

پس جب بھی نیکی کا موقع ملے۔ عواقب اور خطرات سے بے پرواہ ہو کر اسے اختیار کر لینا۔ اور انجام سے نڈر ہو کر

اللہ تعالیٰ کی رضامندی

کی راہوں پر چلنا

حقیقی جرأت اور بہادری

ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے انبیاء کا نام جری ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس قسم کی نیکیوں میں سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں ؂

فضیلت اسلام
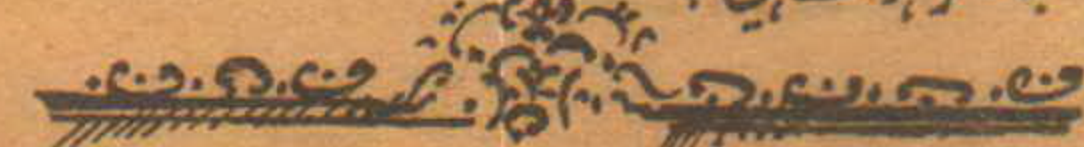
سورۂ اخلاص میں توحید کا جامع بیان

اسلام کا عظیم الشان احسان

اہل عرب جو زمانۂ جاہلیت یعنی ظہور اسلام سے قبل دنیا کی وحشی اور غیر متمدن اقوام میں شمار ہوتی تھیں۔ نہ صرف ان پر بلکہ دنیا کی تمام اقوام پر اسلام کا یہ ایک عظیم الشان احسان ہے۔ کہ اس نے انہیں اصنام و احجار اور شجر و حجر کے آگے سربسجود ہونے سے بچا کر رب السمٰوات کا حقیقی پرستار بنا دیا وہ لوگ جنہوں نے خانۂ کعبہ میں ۳۶۰ بت اس غرض کے لئے رکھے تھے۔ کہ سال میں وہ ہر روز ایک نئے بت کو پوجا کرینگے انہی کے اندر یہ تبدیلی پیدا کر دی۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں انہیں توڑ کر الگ ہو گئے۔ لات و ہبل کے پجاری۔ منات کے شیدائی اور دوسری بتوں کے چاہنے والے اسلامی تعلیم سن کر ایسے تبدیل ہو گئے۔ کہ وہی عرب جو شرک کا مرکز تھا۔ توحید کا گہوارہ بن گیا اور وہی اہل عرب جو دوسروں کو شرک میں ملوث کرنا چاہتے تھے۔ خود مشرکوں کو جادۂ توحید پر لانے لگ گئے۔

یہ تغیر عظیم قرآن مجید کے جن ایمان افروز بیانات اور روح پرور آیات کی تلاوت کا نتیجہ تھا۔ ان میں سے ایک سورۂ اخلاص بھی ہے۔

چند حقائق معرفت

یہ سورت اپنے اختصار جامعیت اور فصاحت و بلاغت نیز ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی اعتبارات سے اتنی دلکش اس قدر خوشکن اور ایسی دلفریب ہے۔ کہ دنیائے کفر کی متحدہ طاقتیں اس کا جواب لانے سے قاصر ہیں۔ مختصراً اس وقت اس سورت کے چند حقائق منظر عام پر لائے جاتے ہیں

کثرت اسماء

یہ سورۃ بلحاظ ان مضامین کے جو اس میں بیان کئے گئے اور بلحاظ ان بشارات کے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پڑھنے والوں کے متعلق دیں۔ متعدد اسماء عجیبہ کی حامل ہے۔ جو بذات خود اس کے شرف و مجد پر دلالت کرتے ہیں۔ اس سورت کا مشہور ترین نام اخلاص ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خالص اللہ تعالےٰ کی توحید اور اس کے جلال کا بیان ہے۔ اور سوائے اس امر کے اور کوئی بات اس سورت میں بیان نہیں کی گئی۔ اس لحاظ سے اسے سورۂ اخلاص کہا گیا ہے کیونکہ جو اس سورت پر ایمان رکھے، وہ اللہ تعالےٰ کے حضور مخلصین میں شمار کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے مندرجہ ذیل اسماء بھی ہیں

سورۃ التفرید چونکہ اس میں اللہ تعالےٰ کے فرد ہونے کا ذکر۔ اور تثلیث وغیرہ کی تردید ہے۔ اس لئے یہ نام دیا گیا ؎

سورۃ التجرید کیونکہ اس میں اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور اس کے بے مثال ہونے کا دعویٰ ہے

سورۃ التوحید بوجہ اس کے کہ اس میں توحید کا واضح بیان موجود ہے ؎

سورۃ النجات اس وجہ سے کہ اس پر ایمان لانے سے انسان نجات پا جاتا ہے

سورۃ الولایت یہ سورت اللہ تعالےٰ کے جلال کے متعلق پورا علم دے کر انسان کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتی ہے،

سورۃ النسبہ کفار نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دفعہ پوچھا۔ کہ آپ کے معبود کا نسب نامہ کیا ہے۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی

سورۃ المعرفہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے نماز میں یہ سورت پڑھی آپ نے فرمایا۔ ان ھٰذا عرف ربہ بے شک اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اس پر اس سورت کا یہ نام پڑ گیا

سورۃ الجمال۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ ان اللہ جمیل یحب الجمال۔ اس پر اللہ تعالےٰ کے جمال کے متعلق جب سوال کیا گیا۔ تو جواب ملا۔ کہ وہ احد اور صمد وغیرہ ہے۔

سورۃ المقشقشہ مقشقشہ کے معنے ہیں: بری کرنے والا چونکہ یہ سورت شرک و کفر سے نجات دیتی ہے، اس لئے یہ نام رکھا گیا

سورۃ المعوذہ ایک دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صحابی کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس سورت کو اور سورتوں کے ساتھ ملا کر ان پر تعوذ کیا

سورۃ الصمد اس وجہ سے کہ اس میں خصوصیت سے اللہ تعالےٰ کی صمدیت کا ذکر ہے

سورۃ الاساس شرک کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تکاد السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًا۔ یعنی قریب ہے۔ کہ اس سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ زمین پھٹ جائے۔ اور پہاڑ گر پڑیں۔ یہ سورۃ چونکہ اس کے مقابلہ میں توحید سے لبریز ہے اس لئے اسے دنیا کے قیام کے لئے بمنزلہ اساس قرار دیا گیا

سورۃ المانعہ ایک روایت کے مطابق چونکہ یہ سورت عذاب قبر سے روکتی ہے۔ اس لئے اس کا یہ نام ہوا

سورۃ البراۃ یعنے آگ سے بری کرنے والی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک دفعہ کوئی شخص یہ سورت پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا۔ تو آگ سے محفوظ ہو گیا۔

سورۃ المذکرہ چونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی یاد دلاتی ہے اس لئے یہ نام دیا گیا

سورۃ النور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز کا ایک نور ہوتا ہے۔ اور قرآن کا نور سورۂ اخلاص ہے

سورۃ الامان حدیثوں میں آتا ہے۔ جو توحید کے قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے امان پا لی۔ اس وجہ سے اسے الامان کہا گیا

سورۃ المنفرہ چونکہ شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ اس لئے اسے منفرہ کا نام دیا گیا

ان اسماء کی کثرت ہی اس امر پر روشنی ڈال رہی ہے۔ کہ اس سورت کو کسقدر مجد اور شرف حاصل ہے۔

شرک کی چار قسمیں

توحید کو جس عجیب رنگ میں یہ سورۂ اخلاص بیان کرتی ہے اس کے سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ شرک کی چار قسمیں ہیں

اول شرک فی العدد یعنے گنتی اور شمار میں کئی کئی خدا تجویز کرنا جیسے بت پرست اقوام دیوتاؤں اور ٹھاکروں کی پجاری ہوتی ہیں

دوم شرک فی الرتبہ جیسے آریہ لوگ روح اور مادہ کو ازلی۔ قدیم اور غیر حادث مانکر اللہ تعالےٰ کی ازلیت وابدیت میں شریک ٹھہراتے ہیں

سوم شرک فی النسب جیسے عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا بھی بیٹا رکھتا ہے۔

چہارم شرک فی الفعل والاثر یعنے خدائی کاموں میں اپنے آپکو شابہ بنانے کے لئے جدوجہد کرنا جیسے فلاسفران یورپ باقی جس قدر شرک پائے جاتے ہیں۔ مثلاً قبر پرستی۔ پیر پرستی اور غیر اللہ کے لئے نذر و نیاز وغیرہ دینا۔ وہ سب انہی اقسام اربعہ میں شامل ہیں

شرک فی العدد کی تردید

قل ھو اللہ احد کہکر سب سے پہلے شرک فی العدد کی نفی کی گئی اور بتایا گیا۔ کہ از روئے تعداد زمین و آسمان میں ایک ہی خدا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی وحدانیت کا اعلان رسول کریم صلعم کے ارشاد کے ماتحت پانچ وقت ہر مسجد میں کیا جاتا۔ اور بآواز بلند کہا جاتا ہے لا الٰہ الا اللہ

شرک فی الرتبہ کی تردید

پھر اللہ الصمد کہکر شرک فی الرتبہ کی تردید کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صمدیت یعنی اس کے رتبہ اور منصب میں اس کا کوئی شریک نہیں، صمد کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ ایسی پاک ذات ہے۔ کہ خود تو کسی کی محتاج نہیں۔ مگر کل عالم اس کا محتاج ہے۔ اور وہ تمام دنیا کا حاجت روا اور مشکلکشا ہے

شرک فی النسب کی تردید

پھر لم یلد ولم یولد کہکر شرک فی النسب کا

الطال کیا۔ اور بتایا۔ کہ نسب یعنی رشتہ میں نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اس سے علیسائیت کے عقیدہ ابنیت مسیح کی بیخ کنی مقصود ہے

شرک فی الفعل والاثر کی تردید

پھر ولم یکن لہ کفواً احد کہکر شرک فی الفعل والاثر کی تردید کی۔ اور بتایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے کاموں میں اسکی برابری کرنیوالا کوئی نہیں۔ اور جسقدر عجائبات قدرت اللہ تعالےٰ کے کاموں میں نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ بے مثل و بے نظیر ہے۔ آج کل یورپ کے فلاسفر ان خیالات میں منہمک رہتے ہیں کہ وہ کسی طرح بارش برسا لیا کریں۔ غیب کی باتیں معلوم کرلیا کریں عمروں کو بڑھادیں۔ مردوں کو زندہ کردیں۔ اور کوئی بات ان کے آگے انہونی نہ رہے۔ یہی خدائی کا دعویٰ ہے جس کے متعلق حدیثوں میں آتا تھا۔ کہ دجال کریگا۔ مگر ولم یکن لہ کفواً احد کہکر اللہ تعالےٰ نے بتایا۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کے کاموں میں دخل اندازی اور شرک ہے جسمیں یہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ غرض یہ سورۃ نہایت فصاحت کے ساتھ شرک کی تردید کرکے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا نقشہ انسان کے سامنے رکھتی ہے۔ کسی اور مذہب نے ایسی مکمل تعلیم اپنے ماننے والوں کو نہیں دی۔ اسی لئے بعض مذاہب والے تین خداؤں کے قائل ہوگئے۔ بعض شجر و حجر پر گر گراہی کو حاجت روا سمجھنے لگ گئے۔ بعض خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنے لگ گئے۔ اور بعض اپنے خیال سے خدائی کے ہمسر بننے لگ گئے۔ یہ فضیلت صرف اسلام کو حاصل ہے۔ کہ وہ خالص توحید کا علمبردار ہے ؂

بقیہ کالم ۳

ہیں۔ اور روزہ اور حج عاشقانہ عبادتیں ہیں۔ جیسا کہ عاشق کو بھوک پیاس اور لباس کے نہ ہونے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ایسی ہی حالت روزہ اور حج میں مومن کو ان چیزوں کی پرواہ نہیں ہوتی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی روزہ رکھنے کے بہت سے برکات بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ آپ کو خود بذریعہ وحیٔ الٰہی ایک دفعہ یہ بتایا گیا تھا۔ کہ بعض روحانی درجات کے حصول کے واسطے روزوں کا رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی تعمیل میں متواتر چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اور ان ایام میں بہت سے روحانی امور آپ پر منکشف ہوئے ؂

قارئین سے درخواست

رمضان کا مہینہ اب قریب ہے۔ قارئین کو چاہیئے۔ کہ اپنے جسم اور روح کی صفائی اور صحت اور ترقی کے واسطے اس مبارک ماہ میں عبادت الٰہی اس کے تمام ضوابط کیساتھ بجا لاکر فیضیاب ہوں ؂ ما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم

ص ۱ سلا

فلسفۂ روزہ

از جناب مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ یورپ و امریکہ

. . . . ـــــ . . . ـــــ ۞ ـــــ . . . ـــــ . . .

ایک معنی خیز واقعہ

جن دنوں میں امریکہ میں تھا۔ وہاں کے اخباروں میں وہاں کے ایک مشہور مصنف کے متعلق ایک مضمون چھپا۔ کہ اس کے ایک دوست انہیں ملنے گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پہلے کی طرح ان کی میز پر کوئی سگار یا سگریٹ نہ تھا۔ حالانکہ وہ مصنف صاحب تمباکو نوشی کے بہت ہی شیدائی تھے۔ دوست کے دریافت کرنے پر مصنف صاحب نے فرمایا۔ کہ میں ہر سال دس روز کے واسطے تمباکو نوشی بالکل ترک کردیتا ہوں تاکہ میں یہ معلوم کروں۔ کہ آیا میں اپنے نفس کا بادشاہ ہوں۔ یا میرا نفس میرا بادشاہ ہے۔ اور میں اس کا صرف غلام ہوں۔ اس مصنف کا یہ طریق عمل روزے کی ضرورت اور فلسفہ کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔ اس زمانہ میں ممالک مغربیہ کے بعض مشہور اطباء مریض کو صرف روزے رکھوا کر اکثر امراض کا علاج نہایت کامیابی کے ساتھ کرتے ہیں

صوم کے لغوی اور شرعی معنی

صوم کے لغوی معنے مطلق امساک کے آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر کیا ہے۔ کہ جب تمہاری قوم کے لوگ تمہارے پاس آئیں اور بات چیت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ تو انہیں کہنا۔ کہ انی نذرت للرحمٰن صوماً فلن اکلم الیوم انسیا (۹/۱۶) یعنے آج میں نے اس بات کا روزہ رکھا ہے۔ کہ میں کسی سے گفتگو نہ کروں گی۔ شریعت اسلام نے اس لفظ صوم کو خاص معنوں میں استعمال کیا ہے۔ یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک مومن کھانے پینے اور جماع سے پرہیز رکھے۔

یہودیوں اور علیسائیوں میں روزے

روزے کا دستور ہر قوم و ملت میں قدیم سے چلا آتا ہے یہود میں چالیس دن کا روزہ تھا۔ اور علیسائیوں میں کئی روزے کا قانون تھا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے بھی روزے رکھے۔ اور اپنے شاگردوں کو روزہ رکھنے کے آداب سکھلائے فرمایا ”جب تم روزہ رکھو۔ تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ اپنا مونہہ بگاڑتے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں روزہ دار جانیں میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے۔ تو اپنے سر میں تیل ڈال اور مونہہ دھو۔ تاکہ آدمی نہیں۔ بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے۔ تجھے روزہ دار جانے“ (متی باب ۶)

روزے کے فوائد

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں روزہ کی حقیقت اور فلسفہ کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے۔ لعلکم تتقون تاکہ تم کو تقوےٰ حاصل ہو۔ روزہ سے انسان کی صحت اور تندرستی پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ قوائے ملکیہ میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور انسان میں جو حیوانی خواہشات ہیں۔ ان پر دباؤ پڑکر وہ کمزور ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے احکام پر باوجود تکالیف کے عمل کرنے کی ریاضت اور طاقت حاصل ہوتی ہے۔ خدا ترسی کی قوت محکم و استوار ہوتی ہے۔ گرمی کا موسم ہے۔ سخت پیاس لگ رہی ہے۔ مکان میں انسان اکیلا ہے ٹھنڈا پانی بھی موجود ہے۔ مگر نہیں پیتا۔ سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ بھوک کی وجہ سے بدن میں ضعف بھی محسوس ہو رہا ہے۔ کھانا بھی موجود ہے۔ دیکھنے والا بھی کوئی نہیں۔ مگر نہیں کھاتا۔ محبوبہ بیوی پاس بیٹھی ہے۔ محبت کے جذبات موجزن ہیں۔ لیکن وہ ان کو دباتا ہے۔ اور احتراز کرتا ہے۔ محض اس لئے کہ خدا کے حکم کی عزت و حرمت اس کے دل میں گڑ گئی ہے۔ اور اب کوئی دوسری قوت اس پر غالب نہیں آسکتی۔ جب انسان خدا کے حکم سے جائز حلال اور پاکیزہ چیزوں کو چھوڑ دینے کا اپنے آپ کو عادی بنالیتا ہے تو پھر حرام۔ ناجائز اور مکروہ عادتوں کو چھوڑنے میں اسے کوئی دقت نہیں ہوتی۔

غرض روزہ مومن کے اندر ایک اخلاقی پاکیزگی پیدا کردیتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اگر کوئی روزہ دار جھوٹ بولنا۔ لغو بکنا۔ اور فضول کاموں کو نہیں چھوڑتا۔ تو یاد رکھے۔ کہ خدا کو اس کی بھوک اور پیاس کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایسا ہی ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص روزہ سے ہو۔ اور کوئی دوسرا شخص اس سے جھگڑا کرے اور گالی بھی دے۔ تو وہ صرف اتنا جواب دے۔ کہ میں آج روزہ دار ہوں ؂

غرباء کی حالت کا احساس

روزے کا یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ امراء کو عملی طور پر غرباء کی حالت سے اطلاع ہوجاتی ہے۔ شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کردینے سے قوم میں مساوات کے اصول کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرمایا کرتے تھے۔ نماز اور زکوٰۃ سالکانہ عبادات

دیکھو باقی کالم اول

زمیندار کے "قادیان نمبر" پر ایک نظر

حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراضات

مولوی ظفر علی خاں نے ۶ نومبر کے زمیندار میں ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

"غضب خدا کا آپ غلام احمد کو محمد مصطفیٰ بنائے دیتے ہیں اور جو القاب۔ حضور سرور کائنات صلعم سے لسان شرع میں مخصوص ہیں وہ ان سے چھین کر مرزا غلام احمد کو علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں۔ اور اس بے حجابانہ نقالی میں یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ اپنے گھر کی ہر بی بی کو ام المومنینؓ کے لقب سے پکارتے ہیں"

علاوہ ازیں اسی اخبار کے صفحہ پر کسی غلام جیلانی بھیروی کا بھی ایک مضمون ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ عقائد منسوب کئے گئے ہیں کہ "قرآن مجید میں گالیاں بھری پڑی ہیں ازالہ صفحہ ۲۵"

"قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے ازالہ تا صفحہ ۲۶"

"خدا بے پردہ ہو کر مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے منقول از توضیح مرام"

حیرت و استعجاب

بخدائے لایزال ہم نے جب زمیندار میں ان مفتریات کو پڑھا تو حیرت و استعجاب کی تصویر بن کر رہ گئے۔ اور سوچنے لگے۔ کہ کیا عہد جدید کا انسان شرافت و دیانت کے عناصر سے بالکل ہی خالی ہو گیا ہے۔ ہاں کیا عہد ماضی کا وہ مسلمان جس کی صداقت۔ راستبازی اور دیانت۔ کائنات عالم میں ضرب المثل تھی۔ جس کی دینی وجاہت اور رعب و اقتدار دشمن کے دل میں کپکپی پیدا کر دیتا تھا۔ اور جس کی شجاعت و بسالت سے قیصر و کسریٰ اور بڑے بڑے فراعین لرزہ براندام تھے۔ آج چودھویں صدی میں اس قدر پست فطرت ہو چکا ہے کہ ببانگ دہل جھوٹ بولتا ہے۔ اور پھر ذرا نہیں شرماتا۔

ہماری طرف سے ان تمام مفتریات کا مسکت جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے اور کچھ نہیں۔

مسیح موعودؑ نبی اللہ ہیں

باقی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کے متعلق یہ گذارش ہے کہ لسان شرع میں ان الفاظ کا ہر مامور و مرسل پر بولنا جائز ہے۔ ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو امام مہدی اور وہی مسیح موعود مانتے ہیں جس کو صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت خاتم النبیین قائد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی اللہ کے معزز ترین لقب سے ملقب فرمایا۔ اس لئے ہم ان کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں تو مومنوں پر بھی صلوٰۃ کا لفظ بولا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو اولٰئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ:۔ اور سورہ احزاب میں فرمایا۔ ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ الخ کہ اے مومنو تم پر خدا اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ لہٰذا حضرت مرزا صاحب کو علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھنا بالکل جائز بلکہ واجب ہے۔

قانونِ الٰہی

مولوی ظفر علی خان آگے طنزاً لکھتے ہیں کہ:۔

"ذرا آپ اپنے آپ کو ہز امپیریل میجسٹی امپرر آف انڈیا تو کہہ دیکھئے۔ اور اپنی زوجہ محترمہ کیلئے ہر امپیریل میجسٹی کا خطاب تو تجویز کر دیکھئے۔ سیاست برطانیہ کا آہنی ہاتھ آپ کو کسی کال کوٹھڑی میں بند نہ کرے تو سہی"

صداک اللہ نکو گفتی۔ مگر برائے خدا یہ تو فرمائیے کہ خدائے جبار و قہار اور قادر و مقتدر کردگار جس نے پہلے سے دنیا کو یہ جلال آفرین چیلنج دے رکھا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین ۰۔ کہ جھوٹے نبی کی ہم گردن اڑا دیتے ہیں۔ وقد خاب من افترٰی۔ ہم پر افترا کرنیوالا کامیاب نہیں ہوتا۔ کیا سیاست برطانیہ کے آہنی ہاتھ سے بھی (معیاذ باللہ) کمزور ہے؟ اگر نہیں تو وہ کیوں خاموش رہا۔ اور حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں اس نے کیوں اپنے اس ازلی ابدی قانون کو فراموش کر دیا۔ کیا یہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کی روشن دلیل نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔ کیونکہ جب دنیا میں بقول آپ کے کوئی شخص جعلی نواب بن کر سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اور حکومت وقت کا آہنی ہاتھ اسے فوراً کال کوٹھڑی میں بند کر دیتا ہے۔ تو کب ممکن ہے کہ حی و قیوم خدا کی مملکت میں کوئی جھوٹا نبی بن کر اس کی مخلوق کو گمراہ کرے۔ اور اس کے نام سے لوگوں کو اپنی طرف بلائے۔ اور وہ صاحب بطش شدید خدا خاموش رہے۔ اور ایسے مفتری کو کچھ نہ کہے جو اس پر ہر روز افترا کرتا۔ اور جھوٹے الہام گھڑتا ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

مولوی ثناء اللہ کا مسلمہ معیار

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ہم پیشہ مولوی ثناء اللہ کا مقبولہ اور مسلمہ معیار جو انہوں نے عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل قاطع کے طور پر پیش کیا ہے ذکر کر دیا جائے۔ مولوی صاحب تفسیر ثنائی کے مقدمہ صفحہ ۱۶ و ۱۷ پر لکھتے ہیں۔

"حضور اقدس کی نبوت کی دلیل چہارم۔ تورات کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ باب ۲۰ آیت میں لکھا ہے۔ ... لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔ یہ عبارت واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں۔ یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ ... مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کس طرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھ کر دعویٰ نبوت کئے۔ اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخر کار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آ کر کچلے گئے اور کس ذلت و رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا۔ حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے مگر تابکے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ قانون مذکورہ سے بانی اسلام مستثنیٰ رہے۔ حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم ما یستحقونہ) پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا وجہ ہے کہ تورات کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ کے گلے پر تلوار نہ پھری .... کیا تورات کلام الٰہی نہیں؟ کیا اس میں برکت و صداقت نہیں۔ کیا کسی مسلمان نے اس پر دم کر دیا۔ یا وضو کا پانی ڈال دیا۔ آخر ہوا تو کیا ہوا؟ جو اس کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔"

"دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا پیش کردہ معیار بالکل واضح ہے تشنۂ تشریح نہیں۔ ہم بھی اسی دلیل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ اگر زمیندار میں طاقت ہے تو اس کا جواب دے۔ خاکسار حافظ سلیم اٹاوی)

امریکن عدالت کا ایک سبق آموز فیصلہ

امریکہ کی ایک فرم نے بارہ جلدوں میں دنیا کی ایک تاریخ شائع کی ہے مسٹر بارکلے ایڈورکیٹ نے جو ایک سال سے داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ یہ تاریخ خرید کی۔ لیکن اس کی قیمت کا نفیاً یا اس بنا پر ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ اس میں اسلام کے متعلق غلط اندراج ہیں۔ اور اس کی تصاویر اور جلد بندی اس معیار پر پوری نہیں اترتی جس کا نمونہ مشتری کو بھیجا گیا تھا۔ فرم نے عدالت کی طرف رجوع کیا۔ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم اے مبلغ اسلام اور مسٹر سپر بنجر یہودی کی گواہی ہوئی۔ اسلام کے علاوہ یہودی مذہب کے متعلق بھی خلاف واقعہ اندراجات پائے گئے۔ چنانچہ عدالت نے ایڈورکیٹ کو قیمت ادا نہ کرنے میں حق بجانب قرار دیا۔ اس فیصلہ کی امریکہ کے تمام اخبارات میں دھوم مچ گئی ہے امید ہے کہ مغربی مصنفین آئندہ دیگر مذاہب کے متعلق صحیح معلومات درج کرنے پر مجبور ہونگے۔

(سیکرٹری ترقی اسلام قادیان)

قادیان میں سکنی زمین خریدنے کا موقعہ

جلسہ کی رعایت سے فائدہ اٹھائیے

اس وقت محلہ دارالبرکات بمقابل ریلوے سٹیشن اور محلہ دارالرحمت قادیان میں اور نیز پرانی آبادی کے اندر عمدہ قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ حسب دستور جلسہ کے ایام میں قیمت میں رعایت دیجائیگی۔ خواہشمند احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنی پسند کے قطعات خرید سکتے ہیں قادیان کی آبادی خدا کے فضل سے بڑی سُرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور لازماً کچھ عرصہ کے بعد موجودہ قیمتیں نہیں رہینگی اس لئے مستطیع احباب کو موجودہ موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئیے بعض شرائط کے ماتحت غیر مستطیع احباب قسطوں میں بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ فقط۔ والسلام:۔ خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد

ہومیوپیتھک علاج

ہومیوپیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیلئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ روپوں کا کام۔ پیسوں پائیوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات۔ ہزاروں مریضوں پر تجربہ کرکے ایک ایک دوا کا جسم کے ہر عضو پر اثر اور علامات معلوم کرنے کے بعد عوام کے فائدے کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ کھانے میں مزیدار۔ زود اثر۔ بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ چیر پھاڑ اور نشتر کی تکلیف سے بچانیوالی۔ پھوڑے اور بیرونی تکالیف کو بلا تکلیف اور بلا اپریشن صرف مرہم سے ٹھیک کرتی ہیں۔ دنیا میں مقبول مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوئے ہیں۔ شافی خدا ہے۔ امراض مخصوصہ مردان کے لئے بہترین ادویات موجود ہیں۔ مستورات کے لئے ان دواؤں سے افضل دوسری ادویات ہو ہی نہیں سکتیں۔ بچوں کے لئے تو عموماً دوسرے ڈاکٹر بھی یہی دوائیں دیتے ہیں۔ کیسا ہی مرض ہو مختلف علاج سے اور پیٹنٹ دوائیں کھا کر مرض کو پیچیدہ نہ بنائیے۔ ضرورتمند آج ہی پوری پوری کیفیت مرض کی ارسال کریں۔ انشاءاللہ مفید اور قابل تعریف پائینگے۔ پتہ:۔ ایم۔ ایچ احمدی بیری اکبرپور کانپور

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ این ڈی ڈھلن صاحب۔ اے۔ آر سین آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرورت مند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت برائے نام صرف۔ احمدی دوستوں کو دسمبر تک مزید رعایت ہوگی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔ المشتہر۔

ایم نواب الدین مینیجر محبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

گولڈونین واقعی مفید

گولیاں ہیں میں نے خود استعمال کی ہیں۔ بے خطا۔ اور واقعی مفید و مقوی گولیاں ہیں۔ ایک شیشی اور بھیجدیں۔ حکیم غلام حسین شاہ ازمیانہ گوندل

آپ کی گولڈونین گولیوں کو میں نے خود استعمال کرکے دیکھا ہے بہت مفید پایا۔ ایک اور شیشی بھیجدیں۔ فضل محمد خان از راولپنڈی

احباب کرام آپ بھی استعمال کرکے تجربہ کریں۔ قیمت ساڑھے پانچ روپیہ معہ محصول ڈاک۔

مینیجر شفاخانہ دلپذیر رسالانوالی ضلع سرگودہا

امریکن سیکنڈ ہینڈ کوٹوں کا تازہ چالان

موسم سرما کا کٹ پیس

احمدیوں کے لئے خاص رعایت

اگر آپ قلیل سرمایہ سے تجارت کرکے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو امریکن کوٹوں کی سربند گانٹھیں تھوک رعایتی نرخ پر ہم سے منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ مال عمدہ۔ تازہ۔ اور بارعایت ہے۔

کٹ پیس گرم کشمیرہ۔ سرج۔ دلکش۔ ڈیزائن کی چھینٹ نرما۔ ساٹن۔ پاپلین بور دکش وغیرہ کی چھوٹی گانٹھیں۔ پچاس۔ یکصد اور دو صد روپیہ کی منگوا کر تجارت کیجئے۔ چہارم رقم ہمراہ آرڈر آنی چاہئیے۔ مفصل لسٹ طلب کریں

ایس۔ رفیق بھائی جنرل سپلائرز چیکسپیر سرکل بمبئی

الفضل میں اشتہار دینے کا بہترین موقعہ ہے کاروباری اصحاب اس سے فائدہ اٹھائیں۔ الفضل ہر طبقہ ہر مذاق کے لوگوں میں ہندو بیرون ہند پہنچتا ہے۔ اور دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے:۔

وصیت نمبر ۳۵۱۰

میں مسمی مرزا عبد الکریم ولد مولوی محمد اسماعیل صاحب قوم مغل چغتائی عمر ۳۵ سال بتاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن ترگڑی ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳۲/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد حسب ذیل ہے۔ مکان خام قیمتی تین صد روپیہ جس کے نصف حصہ کا میں مالک ہوں۔ اور علاوہ ازیں میری خانگی جائداد ساڑھے تین صد روپیہ ہے۔ میں اپنی جائداد کی ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میری جائداد کوئی اور ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فی الحال میری کوئی آمدنی کی صورت نہیں ہے۔ میرا گزارہ میرے لڑکے کی آمدنی پر ہے۔ اگر میں کچھ کماؤں تو اس کا بھی ⅒ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجتا رہونگا۔ اگر میں کوئی رقم بمد وصیت اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ کو دوں تو اتنی رقم بعد ادائیگی منہا کر دی جائیگی۔

العبد:- مرزا عبد الکریم پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ بقلم خود

گواہ شد:- مرزا محمد حسین احمدی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ ترگڑی بقلم خود

گواہ شد:- نور الدین احمدی بقلم خود

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سردار ہربنس سنگھ ممبر اسمبلی نے خالصہ دربار کے فیصلہ کی تعمیل میں اسمبلی کی ممبری سے اپنا استعفیٰ خالصہ دربار کے حوالے کر دیا ہے۔

لنکاشائر کی تجارتی انجمنوں کے مشورہ سے گورنمنٹ نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو ہندوستانی مل ٹکسٹائل کو ترقی دیگی۔ یہ کمیٹی معاہدہ اوٹاوہ کا نتیجہ ہے۔

آسٹریلیا کی ایک ٹریڈ یونین نے تجویز پیش کی ہے کہ شاہزادہ ویلز کو آسٹریلیا کا آئندہ گورنر جنرل مقرر کیا جائے۔

لاہور ریلوے سٹیشن کی تمام برانچوں کے آٹھ اعلیٰ عہدہ داروں میں سے ۶ سکھ ہندو ہیں اور دو سکھ۔ مگر لاہور میں جہاں مسلمہ طور پر مسلم اکثریت ہے ایک بھی مسلمان کسی برانچ کا انچارج نہیں۔

ہندوستان سے ۲ دسمبر کو ۲ کروڑ ۵۱ لاکھ ۳۰ ہزار ۵۶۰ روپیہ کی مالیت کا سونا نیویارک کو بھیجا گیا ہے۔ گذشتہ کئی سالوں سے جو سونا بیرون ہند روانہ کیا جا رہا ہے۔ اس میں سب سے بڑی مالیت اسی کی ہے۔

برٹش گورنمنٹ نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کو قرضہ جنگ کے متعلق جو مراسلہ بھیجا ہے۔ اس میں درج ہے کہ اگر قرضہ جنگ کی مکمل ادائیگی پر اس وقت اصرار کیا گیا۔ تو برطانیہ میں جو امریکہ سے مال آتا ہے اس کی درآمد کو محدود کرنا پڑیگا۔ اور اس طرح لوزان کا معاہدہ کالعدم ہو جائیگا۔

کانپور پولیس نے ۳ دسمبر ایک مکان پر چھاپہ مار کر ایک پستول اور کچھ گولہ بارود اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ایک مشتبہ آدمی بھی زیر حراست ہے۔

ریاست کچھ سے آنیوالے تین آدمیوں کو احمد آباد کی پولیس نے ۴ دسمبر گرفتار کر لیا۔ تلاشی لینے پر ان کے قبضہ سے سوا تین من ممنوعہ چاندی کا بکس ملا۔

گاندھی جی نے ۳ دسمبر مسٹر پٹوردھن کو بھنگی کے کام کرنے کی اجازت نہ دئے جانے پر بطور پروٹسٹ ڈیڑھ دن کا برت رکھا اور اعلان کیا کہ اب میں زندہ رہونگا یا اچھوت پن۔ دونوں میدان میں مد مقابل ہیں۔

ریاست الور کے وزیر مال نے اعلان کیا ہے کہ میو قوم کے مسلمان زمینداروں کے فسادات حق بجانب شکایات پر مبنی ہونیکی بجائے خارجی سازش کا نتیجہ ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل باطل اور واقعات کے لحاظ سے غلط ہے۔

کانپور میں چونکہ میونسپل انتخاب شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے فساد کے خطرہ کے خوف سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۴ حکم جاری کر دیا ہے کہ کوئی شخص لاٹھی لے کر بازار میں نہ چلے۔

بنگال گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل نے ان اختیارات کے رو سے جو اسے ایکٹ برائے انسداد دہشت انگیزی کی دفعہ ۱۸ کے ماتحت حاصل ہیں، ۷ قواعد بنائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ بشرط ضرورت ہر ایک فوجی افسر اور پولیس افسر کو جو جمعدار اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے درجہ سے کم نہ ہو تار۔ پوسٹ کارڈ اور پارسل کھولنے اور روکنے نیز ٹیلیفون کے پیغامات روکنے کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ ان اختیارات سے مفروروں اور دہشت انگیزوں کے ساتھ نامہ و پیام کو روکنا اور فوج اور پولیس کی حفاظت کرنا مقصود ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں برطانوی ہیئیت دان عنقریب مریخ ستارہ تک اپنے اشارات پہنچانے کے لئے کوشش شروع کرنیوالے ہیں۔ اس غرض کے لئے ایک خاص رصدگاہ بنائی جائیگی جہاں سے روشنی کی ایک زبردست شعاع بھیجی جائیگی۔ اس کی روشنی پندرہ ارب بتیوں کی روشنی کے برابر ہے۔ اتنی بھاری روشنی کا آلہ اس سے پہلے کبھی تیار نہیں ہوا۔ روشنی کی اس شعاع کو مریخ تک پہنچنے کے لئے ۳ کروڑ چالیس لاکھ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑیگا۔

مقدمہ سازش لاہور کے ملزم سکھدیو راج نے ہائی کورٹ میں یہ درخواست دی ہوئی تھی کہ ۱۱، ۱۰ مارچ جب اس کی گرفتاری کے وقت اس کی جامہ تلاشی سے جو ۳۰۷ روپے ۳ ۶/ پائی کی رقم اور دیگر اشیاء جن میں ایک ریشمی رومال ایک رسٹ واچ ایک فونٹین پن اور دو ٹار جیں شامل ہیں۔ پولیس نے اپنے قبضہ میں کی تھیں وہ واپس کر دی جائیں۔ ماتحت عدالت نے یہ درخواست نامنظور کر دی تھی۔ مگر ۲ دسمبر ہائی کورٹ نے درخواست کو منظور کرتے ہوئے حکم دیا۔ کہ یہ روپیہ اور اشیاء درخواست کنندہ کو فوراً واپس کر دی جائیں۔

مسٹر مسعود احمد ممبر اسمبلی نے یہ سوالات دریافت کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ شاہان دہلی کے کتنے افراد اس ملک میں بچے ہیں کہاں کہاں سکونت رکھتے ہیں کتنے پنشن یا خیراتی الاؤنس پاتے ہیں۔ ان کی تعلیم کا کیا انتظام ہے کبھی کونسلوں یا اسمبلی میں انہیں نمائندگی ملی ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ کیا انجمن خاندان بہادر شاہ نے اس سلسلہ میں گورنمنٹ آف انڈیا کو میموریل بھیجا ہے۔ اگر بھیجا ہے تو گورنمنٹ نے اس پر کیا کارروائی کی۔؟

بلدیہ حیدرآباد کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کی وبا جو وہاں تین ماہ سے پھیلی ہوئی تھی۔ اب مفقود ہو رہی ہے

آج تک وہاں اس مرض سے ۱۴۳۴ اشخاص بیمار ہوئے جن میں سے ۲۲۴ فوت ہو گئے۔

بنگال کی فلاکت کے متعلق گورنر بنگال نے ایک تقریر کے دوران میں بیان کیا کہ مجھے نہ تو تحریک دہشت انگیزی متاثر کرتی ہے نہ ہی آئینی ترقی کا مسئلہ بلکہ مستقبل میں صوبہ کی اقتصادی اور تمدنی ترقی۔ نیز یہ کہ اس عالمگیر مصیبت کا اگر اصلی سبب نہیں تو ایک سبب یہ ضرور ہے۔ کہ ہر سال سینکڑوں ایسے نوجوان یونیورسٹی سے تعلیم پا کر نکلتے ہیں جن کے ذریعہ معاش کا صوبہ کے اندر اور باہر کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔

کالی کٹ سے ۴ دسمبر کی اطلاع ہے کہ اس امر کی کوشش ہو رہی ہے کہ زمورن اور گوروایور مندر کے دیگر ٹرسٹیوں کو اس امر کے لئے رضامند کر لیا جائے۔ کہ وہ ہریجنوں کو مندر میں داخل ہونے کی اجازت دیدیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مالویہ جی دیگر لیڈروں سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔

بنارس یونیورسٹی کے ایک ہندو طالب علم کی تلاشی لینے پر ۲ دسمبر کو اس کے کمرہ سے پولیس نے ایک پستول اور کچھ انقلابی کاغذات حاصل کئے۔

سوشیلا دیوی جسے مقدمہ سازش دہلی و لاہور کی مفرور ملزمہ کہا جاتا تھا۔ اسے ۲ دسمبر دہلی میں رہا کر دیا گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ وہ صوبہ دہلی سے نکل جائے۔

ایسٹرن انڈین آئل کمپنی اور روسی آئل کمپنی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس کے رو سے روسی کمپنی انڈین کمپنی کو دس لاکھ ٹن مٹی کا تیل ہندوستان میں فروخت کرنے کے لئے بہت جلد مہیا کریگی۔

بڑھلاڈا ضلع حصار کے نزدیک کے قریب ۴ دسمبر ۲ موٹریں آئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں دس اشخاص سوار تھے۔ جنہوں نے فساد کیا تھا۔ لوگوں نے شور و غل مچا کر ان کا تعاقب کیا لیکن وہ موٹروں کی رفتار کا مقابلہ نہ کر سکے۔ فوراً پولیس کو اطلاع دی گئی چنانچہ پولیس کی ایک مسلح جماعت نے چھ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ زیر حراست آدمیوں کا بیان ہے کہ وہ اپنی گم شدہ اونٹنیوں کو تلاش کر رہے تھے۔

اسمبلی میں ۵ نومبر ہوم ممبر نے بتایا کہ مقدمہ سازش دہلی پر اس وقت تک دو لاکھ ۸۲ ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔

مہاراجہ جے پور اور جودھپور نے میو ہسپتال کیلئے ایک لاکھ روپیہ بطور خیرات دیا ہے۔

بنگال پریذیڈنسی مسلم لیگ کی ایک کونسل کا ایک غیر معمولی اجلاس ۴ دسمبر کو کلکتہ میں منعقد ہوا۔ جس میں ۱۴ نومبر کو چٹاگانگ شہر میں مفروروں کی تلاش کے موقع پر پردہ نشین خواتین سے بیان کردہ [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی